SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے..... مارگریٹ میڈ

شہری

برائے بہتر ماحول

اکتوبر تا دسمبر 2003ء

اندرونی صفحات میں

- شہری کا سالانہ اجلاس عام
- جنوبی ایشیاء میں تحفظ اور ماحول
- پھندوں کی بحالی
- کثیر القومی کمپنیوں کا احتساب

تسمان اسپرٹ سے نکلنے والے تیل کی تباہ کاری سبق آموز تھی

کراچی کے ساحل پر تسمان اسپرٹ نامی تیل کے بحری جہاز کے دھنسنے، بعدازاں اس سے سمندری میں تیل بہنے اور اس کے نتیجے میں ہونے والی ماحولیاتی تباهی سے نمٹنے کی ناقص کارکردگی نے ایك بار پھر کراچی شہر کے لئے ناگهانی آفات سے نمٹنے کے لئے ایك جامع اور مربوط انتظامی منصوبے کی ضرورت کو اجاگر کردیا هے۔ شهری سی بی ای اس مسئله کا تجزیه کرتے هوئے مستقبل میں رونما هونے والی کسی بهی ماحولیاتی ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے مؤثر منصوبه بندی کا مطالبه کرتی هے۔

کچھ عرصہ قبل کراچی کی بندرگاہ کے قریبی ساحل میں تسمان اسپرٹ نامی ایک آئل ٹینکر دھنس گیا جس کے نتیجہ میں کراچی شہر بدترین ماحولیاتی تباہی کا شکار ہوگیا۔ گزشتہ چند ماہ کے دوران اس حادثے کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا پر بھی اس مسئلہ کو اثرات، اسباب اور نتائج کے حوالے سے مختلف مذاکروں اور مباحثوں کے پروگراموں کے ذریعے بڑے پیمانے پر اجاگر کیا گیا اور ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرانے کا کھیل ایک بار پھر شروع ہوگیا اور حادثے کی ذمہ داری ایک فرد اور ادارے کی جانب سے دوسرے فرد اور ادارے پر عائد کی گئی۔ حادثے کے نتیجہ میں رونما ہونے والی ماحولیاتی آلودگی، عوامی صحت اور مالیاتی نقصان پر بہت جذباتی اور شدت کے ساتھ بحث کی گئی۔ کراچی کی تاریخ میں کسی بھی ماحولیاتی مسئلے کے بارے میں اس انداز اور شدت کے ساتھ بحث کرنے کی مثال شاید اس سے پہلے نہیں ملتی۔

کلفٹن کا ساحل: کبھی یہاں پر تفریح کرنے والوں کی بھیڑ ہوتی تھی اب سنسان ہے

تسمان اسپرٹ۔ نمایاں خصوصیات

تیل بردار جہاز کا نام	تسمان اسپرٹ
سرکاری نمبر	6034، ویلیٹا۔ مالٹا
تیاری کا سال	1979ء میں انوکیجی ڈاکیارڈ کمپنی لمیٹڈ پر تیار کیا گیا
مجموعی وزن	45603 ٹن
کل وزن	38281 ٹن
ایل او اے	23685 میٹر
بیم	40.04 میٹر
سمر ڈی ڈبلیو ٹی	87584 ٹن
گہرائی عدب	14.226 میٹر
ناخدا	کپتان کرسٹیوس ویمتریاس
مالک	ایسپیا میری ٹائم لمیٹڈ۔ ایکسچینج بلڈنگ، دی پبلک اسٹریٹ ویلیٹا۔ مالٹا آپریٹر پولیمروس میری ٹائم کمپنی لمیٹڈ۔ ساچٹوری اسٹریٹ 11، 5-35 اپریاس، یونان اونرز پی اینڈ ون امریکن اسٹیم شپ۔ اونرز میوچل پی اینڈ ون ایسوسی ایشن چارٹرز و پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن۔ وسلی ایجنٹ کراچی۔ چارٹرز پی اینڈ ون اسٹیم شپ انشورنس مینجمنٹ سروسز لمیٹڈ۔

شہری

جی 206 بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔ 75400، پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646
E-mail: Shehri@onkhura.com
(Web site)
www.shehri.org

ایڈیٹر : سمیرا نعیم
انتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن : رونالڈ ڈی سوزا
وائس چیئر پرسن : ایس رضا علی گردیزی
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : شیخ رضوان عبداللہ
ارکان : خطیب احمد، ڈیرک ڈین،
حنیف اے ستار
شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر : سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر : ریحان اشرف
بانی ارکان:
نوید حسین، قاضی فائز عیسیٰ
حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی
زین شیخ، خالد ندوی، قیصر بنگالی
شہری ذیلی کمیٹیاں:
i- قانون
ii- میڈیا اور بیرونی روابط
iii- آلودگی کے خلاف
iv- پارکس اور تفریح
v- اسلحہ سے پاک معاشرہ
vi- تحفظ ورثہ
vii- مالی حصول

شہری کی رکنیت ''شہری برائے بہتر ماحول'' کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر / ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
لے آؤٹ اور ڈیزائن : زیڈ یو لالہ
پروڈکشن : انٹر پریس کمیونی کیشن (IPC)
مالی تعاون : فریڈرک نومان فاؤنڈیشن
رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

خراب موسمی حالات خصوصاً چڑھتے ہوئے مون سون، طوفانی جھکڑوں اور مدوجذر کے اتار چڑھاؤ کو نظرانداز کرتے ہوئے جہاز کو برتھ پر لانے کا غیر ذمہ دارانہ فیصلہ کیا گیا، نتیجہ کے طور پر آئل ٹینکر اتھلے ساحل میں دھنس گیا اور کراچی شہر ایک بھیانک ماحولیاتی بحران سے دوچار ہوگیا جس کی بنیادی ذمہ داری مالک کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے جہاز کے کپتان پر عائد ہوتی ہے۔ کے پی ٹی بھی اس جرم میں اگر زیادہ نہیں تو برابر کی ذمہ دار ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا حالات سے مکمل آگہی کے باوجود اس نے جہاز کو بندرگاہ میں داخل ہونے کے لئے ہدایت دی۔ مزید یہ کہ کے پی ٹی نے جہاز کے بندرگاہ میں داخلے کے وقت ایک متوازن تعداد میں معاون ٹگ فراہم نہیں کئے جو اس کی رہنمائی کرتے اور اس سلسلے میں کے پی ٹی مجرمانہ غفلت کی مرتکب ہوئی ہے۔ جہاز کو فوری طور پر دھنسنے سے بچانے کے لئے زیادہ طاقتور اور زیادہ تعداد میں ٹگ استعمال کئے جانے چاہئے تھے۔ لیکن افسوس ایسا نہیں کیا جا سکا۔

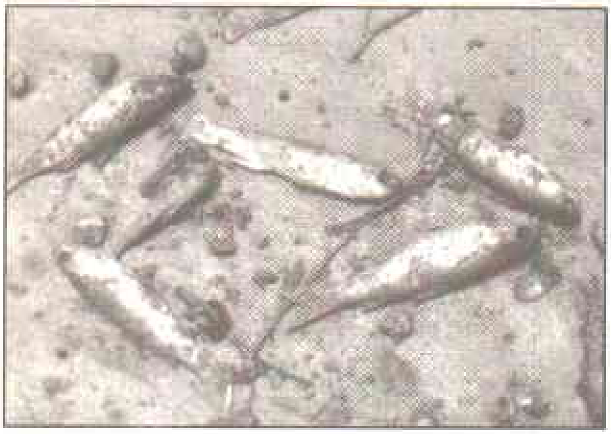

ماحولیاتی اور مالیاتی نقصان

بعدازاں جہاز کو نکالنے کی نیم دلانہ کوششیں یہ سوچے بغیر کی گئیں کہ ٹگوں کے ذریعے بے احتیاطی اور بغیر تخمینہ لگائے جہاز کو کھینچنے سے اس کے نچلے حصے کو مزید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس عمل سے جہاز کے تلے کی حالت سنگین ہوسکتی ہے جس کی وجہ سے جہاز مرحلہ وار ٹوٹ سکتا ہے اور اس میں موجود تیل سمندر میں بہے گا۔ البتہ اس حقیقت پر تھوڑی بہت توجہ دی گئی کہ اس کروڈ آئل میں بھاری نفتا شامل ہے جس کی موجودگی میں لہروں اور طوفانی ہواؤں سے جہازوں کی فولادی چادروں اور گرڈوں کے ٹکرانے سے ارتعاش اور حرارت پیدا ہوگی جس کے نتیجہ میں تباہ کن دھماکہ بھی ہوسکتا تھا۔

جہاز کو ڈوبنے سے بچانے کا عمل بہت دیر سے شروع کیا گیا اور تمام عرصے کے دوران یہ عمل بہت آہستہ اور سست رہا۔ اس عمل کے دوران صرف ایک چھوٹے جہاز فیئر جولی کو مقرر کیا گیا، جبکہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ نزدیکی بندرگاہوں پر متعدد اور موزوں چھوٹے جہاز اس کام کے لئے دستیاب تھے۔ حتیٰ کہ سامان لانے والے بیڑے بھی بہت بعد میں استعمال کئے گئے۔ اگر یہ تمام زیادہ تیزی اور مستعدی کے ساتھ کئے جاتے تو کروڈ آئل کی ایک بڑی مقدار محفوظ کی جاسکتی تھی اور تیل کی ایک بہت چھوٹی مقدار ہی سمندر میں بہہ پاتی۔

عموماً اس قسم کے آپریشنز کے لئے ایک ایسے نیول آرکیٹیکٹ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں جو دھنسے ہوئے جہاز کے ڈھانچے کے مختلف حصوں پر پڑنے والے دباؤ کا ٹھیک تخمینہ لگا سکے (خصوصاً مڑنے کے اوقات اور کٹنے کے دباؤ کا تخمینہ)۔ ان تخمینوں سے اس وقت فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا جب یہ فیصلہ کیا جاتا کہ دھنسے ہوئے جہاز کے کسی کارگو ٹینک کو پہلے اور کیسے خالی کیا جانا چاہئے۔ ایسی سہولیات نہ صرف جہاز کی کلاسیفکیشن سوسائٹی فراہم کرسکتی تھی بلکہ لندن کے لائیڈز جن کے پاس سپر کمپیوٹر ہیں اور جو ایسی معلومات آسانی سے فراہم کرسکتے ہیں لی جاسکتی تھیں۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔

جس دن جہاز دو حصوں میں ٹوٹنا شروع ہوا، اس سے قبل رات میں ممکنہ طور پر جہاز کے کروڈ آئل کارگو یا جہاز کے تہہ خانے سے ایک ٹینک سے دوسرے ٹینک تک اندرونی

خراب موسمی حالات اور مدوجذر کے اتارچڑھاؤ کو نظرانداز کرتے ہوئے جہاز کو برتھ پر لانے کا غیرذمہ دارانہ فیصلہ کیا گیا، نتیجہ کے طورپر آئل ٹینکر اتھلے ساحل میں دھنس گیا اور کراچی شہر ایک بھیانک ماحولیاتی بحران سے دوچار ہوگیا

تسمان اسپرٹ سے تیل کا بہاؤ......واقعات کی لمحہ بہ لمحہ تفصیل

تاریخ	وقت	واقعات
27 جولائی 2003ء	1:30 بجے دوپہر	جہاز کراچی کی بندرگاہ کے بیرونی سمندر میں پہنچا۔
27 جولائی 2003ء	12:30 بجے دوپہر	کے پی ٹی کی ہدایات پر جہاز نے کراچی کی بندرگاہ کی آبنائے میں داخل ہونا شروع کیا۔ کے پی ٹی کا ہاربر پائلٹ اس وقت جہاز پر موجود تھا۔ جوار بھاٹا کا وقت 10:30 بجے۔
27 جولائی 2003ء	ایک بجے دوپہر	آبنائے کے مشرق میں جہاز تہہ میں دھنس گیا۔
27 جولائی 2003ء	ایک بجے دوپہر	کے پی ٹی کے حکام اور جہاز کے کپتان نے دستیاب ٹگوں کے ذریعہ (جو پہلے ایک تھا اور پھر تین کردیئے گئے) جہاز کو نکالنے کی کوشش کی، لیکن مدوجذر کی وجہ سے ناکام ہوگئے۔
27 جولائی 2003ء	4:30 بجے سہ پہر	کے پی ٹی نے اس دن جہاز کو نکالنے کی مزید کوششیں کیں۔
28 جولائی 2003ء	10 بجے شب	کے پی ٹی اور جہاز کے کپتان نے پانچ ٹگوں کے ذریعے جہاز کو نکالنے کی ایک اور کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس وقت جہاز کے نچلے حصے کو اولاً دھنسنے اور بعدازاں (ممکنہ طور پر) جہاز کو نکالنے کی ان کوششوں کی وجہ سے سخت نقصان پہنچا)۔
یکم اگست 2003ء		جہاز کے مالک نے دھنسے ہوئے ٹینکر سے خام تیل (کروڈ آئل) نکالنے کے لئے تقریباً اسی جسامت کے ایک اور ٹینکر اینڈیور۔II کا انتظام کیا، لیکن متوقع طور پر اپنی بڑی جسامت کی وجہ سے یہ اس قسم کے آپریشن کے قطعاً موزوں نہیں تھا۔ چنانچہ جہاز کے کراچی کی بندرگاہ پر پہنچنے کے بعد یہ خیال ترک کردیا گیا۔
7 اگست 2003ء	11 بجے صبح	دھنسے ہوئے جہاز میں سے خام تیل نکالنے کے لئے جہاز کے مالکان نے ایک چھوٹا ہلکی جسامت کا ٹینکر "فیر جولی" منگوایا۔
7 اگست 2003ء	9:30 بجے شب	فیر جولی کے ذریعے تسمان اسپرٹ سے کروڈ آئل نکالنا شروع کیا گیا۔
8 اگست 2003ء	6:30 بجے شام	تیل نکالنے کے آپریشنز کا پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا اور فیر جولی آئل پیرا پر لنگر انداز اینڈیور II میں 6300 ٹن کروڈ آئل منتقل کرنے کے لئے اندرونی بندرگاہ کی جانب روانہ ہوا۔
9 اگست 2003ء	10 بجے شب	تسمان اسپرٹ سے کروڈ آئل نکالنے کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا۔
10 اگست 2003ء	8:30 بجے صبح	تیل نکالنے کے آپریشنز کا دوسرا مرحلہ مکمل ہوا اور فیر جولی ایک بار پھر 6300 ٹن کروڈ آئل اینڈیور II ٹینکر میں منتقل کرنے کے لئے روانہ ہوا۔
10 اگست 2003ء	12 بجے دوپہر	تسمان اسپرٹ سے کروڈ آئل نکالنے کا تیسرا مرحلہ شروع ہوا۔
11 اگست 2003ء	12 بجے شب	کروڈ آئل نکالنے کے آپریشنز کا تیسرا مرحلہ مکمل ہوا اور فیر جولی کو 6200 ٹن کروڈ آئل اینڈیور II میں منتقل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔
13 اگست 2003ء	6:30 بجے صبح	دھنسا ہوا ٹینکر تسمان اسپرٹ دو حصوں میں ٹوٹنا شروع ہوا۔
13 اگست 2003ء	8:15 بجے صبح	جہاز کا عملہ اور جہاز پر موجود تمام افراد دھنسے ہوئے جہاز سے نکل گیا۔ اس وقت جہاز سے ہزاروں ٹن کروڈ آئل سمندر میں بہنا شروع ہوچکا تھا۔ یہ بہتا ہوا کروڈ آئل جس میں بھاری نفتا شامل تھا، لہروں کے ساتھ کلفٹن کے ساحل تک پہنچ گیا۔ اس وقت تیل نکالنے کی کوششیں عارضی طور پر بند کردی گئیں۔
14 اگست 2003ء	2:45 بجے سہ پہر	بالآخر تسمان اسپرٹ دو حصوں میں ٹوٹ گیا۔
17 اگست 2003ء		جہاز کے اوپر کے حصہ سے تقریباً 6000 ٹن کروڈ آئل نکالنے کا ایک اور آپریشن کامیابی سے مکمل کرلیا گیا۔
18 اگست 2003ء اور اس کے بعد		کے پی ٹی نے مقامی بجروں کے مالکان کے ضبط کئے گئے بجروں کے ذریعہ تیل نکالنے کا کام جاری رکھا۔

منتقلی کی کوشش کی گئی۔ جس کی وجہ سے حالات زیادہ سنگین ہوگئے۔ (کیونکہ بظاہر یہ غیر محتاط سلسلہ ٹینکر کے ٹوٹنے میں مددگار ثابت ہوا جس کے نتیجہ میں بھاری مقدار میں سمندر میں تیل بہہ گیا) حتیٰ کہ بعد میں اٹھائے گئے اقدامات کو بھی کسی طرح ہوشمندانہ نہیں کہا جاسکتا۔ تیل بچانے والوں کی زیادہ تر توجہ اس بات پر مرکوز رہی کہ تیل کی کس قدر زیادہ مقدار کو جہاز سے نکالا جائے لہٰذا انہوں نے جہاز کے اگلے حصے سے جو ریت میں مکمل دھنس چکا تھا، تیل کو خارج ہونے دیا۔

کے پی ٹی کے اعلیٰ حکام اور ساتھ ساتھ وزارت مواصلات کی جانب سے جاری کئے جانے والے نہایت غیر ذمہ دارانہ اور غیر قانونی بیانات کو (ممکنہ طور پر گمراہ کن بیانات) آلودگی کے اس بڑے دعوے کے خلاف نہ صرف کے پی ٹی کے مفاد میں استعمال کیا جاسکتا ہے، بلکہ انہیں جہاز کے مالکان اوران کے ٹھیکیداران اپنے دفاع میں نظیر کے طور پر بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ لاکھوں شہریوں کے حقیقی طور پر متاثر ہونے، ہمارے ماہی گیروں اوران کے خاندانوں کے روزگار کو پہنچنے والے نقصان، سی ویو، میرین ڈرائیو، بوٹ بیسن پر غریب ٹھیلے والوں کو آمدنی سے محرومی، علاقے میں قائم ریسٹورانوں کو آمدنی میں نقصان، متاثرہ علاقوں میں آباد لوگوں خصوصاً بوڑھے افراد کو لاحق ہونے والے صحت کے خطرناک مسائل کا ذمہ دار، ماحول اور علاقے کی آب و ہوا کو پہنچنے والے ناقابل تلافی نقصان کے بنیادی طور پر کون ذمہ دار ہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ بوسیدہ ایڈھاک ازم پر مبنی انتظام سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے اور شہری انتظامیہ کو درکار بنیادی ضروریات پر توجہ دی جائے۔ مختلف سیکٹروں کو مخصوص ذمہ داریاں اور فرائض تفویض کئے

کچھ ابھرتے ہوئے برمحل سوالات

یہ نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ بنیادی ذمہ داری جہاز کے مالک پر عائد ہوتی ہے، تاہم جہاز کے ایک مرتبہ دھنس جانے کے بعد آئل ٹینکر سے ازخود تیل نکالنے کے اقدامات اٹھانے میں ناکام رہنے کی کراچی پورٹ ٹرسٹ کی نااہلی اور سستی کا بمشکل ہی کوئی جواز پیش کیا جاسکتا ہے۔ ہم کراچی پورٹ ٹرسٹ ایکٹ 1986ء کے سب سیکشن ا کے سیکشن 90 کے تحت کے پی ٹی کے بورڈ آف ٹرسٹیز بشمول اس کے چیئرمین کے فرائض کا حوالہ بھی دیتے ہیں جس میں واضح کیا گیا ہے کہ ''بورڈ آف ٹرسٹیز پورٹ کی حدود کے آبی ماحولیات کو سمندر کی آلودگی سے محفوظ رکھنے کا ذمہ دار ہوگا''۔

کراچی پورٹ ٹرسٹ کے بورڈ آف ٹرسٹیز بشمول چیئرمین پر قطعی اور واضح طور پر ایک ریاستی فرض عائد کیا جاچکا ہے کہ وہ ایسا کرنے کو یقینی بنائے۔ کسی بھی معاملے میں اس یقین دہانی کے لئے برق رفتاری سے عمل کرے کہ کراچی کی بندرگاہ کا آبی ماحول تباہ تو نہیں ہورہا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ کراچی کی ساحلی پٹی تباہ کی جاتی رہی ہے کراچی پورٹ ٹرسٹ اوراس کے چیئرمین نے تسمان اسپرٹ کے دھنسنے میں گھناؤنا کھیل کھیلا اور وہ مسلسل ایسا کرتے رہے۔ کے پی ٹی نے مکمل بے حسی کا مظاہرہ کیا۔ کے پی ٹی یا ایم ایس اے (جس کی سربراہی بحریہ کے حکام کرتے ہیں اور جو مساوی طور پر ذمہ دار ہے) نے ٹینکر کو خالی کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ وہ تباہی پھیلنے کے لئے 18 دن تک انتظار کرتے رہے۔ بچانے کی کوشش صرف نجی شعبے کی جانب سے کی گئی۔

پی این ایس سی کے چیئرمین نے بھی قوم کو اس بات سے مطلع نہیں کیا کہ ایک پرانے جہاز کے ذریعہ ہزاروں ٹن خام آئل کراچی کی بندرگاہ منگوانے کو وہ کیوں محفوظ سمجھتے تھے؟ متذکرہ ٹینکر بہت ضروری تیل لا رہا تھا۔ کیا یہ ملک سے غداری نہیں ہے یا قومی سلامتی کے حوالے سے غداری کرنے کے زمرے میں نہیں آتا جبکہ بندرگاہ میں موجود تمام بحری بیڑوں کو محصور کرتے ہوئے بندرگاہ کی گزرگاہ کو خطرہ میں ڈال دیا جائے۔

پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کے حوالے سے پہلے مرحلے میں جہاز کرایہ پر حاصل کرنے کی ضرورت کے بارے میں کوئی بھی سوال کرسکتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ضرورت ہے تو پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کیوں نہیں ایک ذاتی آئل ٹینکر خرید لیتی۔

کیا آئل ٹینکر کی موجودگی اس کے نہ ہونے کے مقابلے میں پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن یا اس کے اعلیٰ حکام کے لئے زیادہ فائدہ مند نہیں ہوگی ہم اس موقع پر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات کے منتظر نہیں۔

1- کیا دفاعی میدان ایک جزوقتی شعبہ ہے جو حاضر ایڈمرل شہری اداروں کی سربراہی کررہے ہیں؟

2- کیا پی این ایس سی اور کے پی ٹی اتنے اہم بھی نہیں ہیں کہ ان کے باقاعدہ سربراہ مقرر کئے جائیں۔

3- کیا موجودہ سربراہوں کے پاس پی این ایس سی یا کے پی ٹی کو چلانے کی صلاحیت ہے اگر ایسا ہے تو پھر ایسے اہم تجارتی اداروں، جو ہمارے تجارت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، کی سربراہی کے لئے کیا معیار ہونا چاہئے؟

4- کیا کپتان کی سطح پر یک رکنی انکوائری کرانے سے اعتماد کو تقویت پہنچے گی؟ کیا دیگر ماہرین کو اس انکوائری کا حصہ نہیں ہونا چاہئے۔

یہ قوم کے اعلیٰ ترین مفاد میں ہے کہ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات دیئے جائیں۔ یہ بہت زیادہ اہم اور فیصلہ کن معاملہ ہے جسے بحیرہ عرب میں نہیں پھینکا جاسکتا۔

جا ئیں، مختلف محکموں اور آرگنائزیشنوں کے مابین اندرونی اور باہمی رابطوں پر زور دیا جائے۔ مستحکم اور عوام دوست شہری پھیلاؤ کے اہداف کے حصول کے لئے دوراندیشی پر مبنی مقاصد و اہداف اور منصوبہ بندی و باضابطہ قواعد طریقہ ہائے کار، قوانین، پالیسی فریم ورک اور ضوابط ضروری ہیں۔ اس قسم کے حالات کے بعد تباہی سے بچاؤ کی منصوبہ بندی کے انتظام کی بات کی جاتی ہے۔ تاہم تسمان اسپرٹ کے حادثے اور اس کے نتیجہ میں جو کچھ بھی رونما ہوا، سے یہ بات ابھر کر سامنے آئی ہے کہ ایسے ادارے کے بغیر ہم اس قسم کے حادثات سے نمٹنے کے قابل نہیں ہیں۔

یہ بہت ضروری ہے کہ ایسا طریقہ کار تشکیل دیا جائے جہاں شہری زمین کے مختار اور انتظامی ادارے باہمی طور پر بیٹھ سکیں اور ایسے مستحکم اور مربوط تباہی سے بچاؤ کے انتظامات کے منصوبوں کی تیاری کے امکانات اور تجاویز پر بحث کرسکیں جو مستقبل میں شہر کے لئے ہونے والی تمامتر بنیادی منصوبہ بندی سے منسلک ہوں۔

تسمان اسپرٹ کے واقعہ نے جو سبق سکھایا ہے اس سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ مستقبل میں ایسے ہنگامی حالات سے موثر طور پر نمٹنے کے لئے باقاعدہ راستہ تلاش کرلیا جائے گا۔

❀❀❀

August 16, 2003

General Pervez Musharraf

President of Pakistan (Fax: 051-9207656)

Mir Zafarullah Khan Jamali

Prime Minister of Pakistan (Fax: 051-9206907)

A catastrophe of gigantic proportions has just occurred at the mouth of Karachi harbour.The environmental consequences of this man-made disaster will affect the economic health of Karachi (and Pakistan) for years to come.

We request that detailed independent investigations be conducted immediately to cut through all the cover-ups and lies emanating from the KPT, the Environmental Protection Agencies, the Ministry of Communications, the PNSC, the shipping agents, and the local administrations, etc.

The culprits, at the highest levels, must be brought to book, and made to pay compensation!

#	Name	Address	Signature

Send your completed forms to Shehri-CBE by Fax, Mail or E-mail

اس حصے میں ہم اپنے کچھ جاری قانونی عمل اجاگر کرتے ہیں اور عوامی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے موثر شہری شراکت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں.

شہری ایڈووکیسی

شہری رپورٹ

مقامی حکومت کو اِن معاملات کو نمٹانا چاہئے

شہری ضلعی حکومت گٹرباغیچہ کی جگہ کے لئے ایک ماسٹرپلان تیار کرے اور اس کے بعد فوری طورپر یہاں عوامی پارک کی تعمیر شروع ہونی چاهئے

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف اور ناظم کراچی جناب نعمت اللہ خان کے وعدہ کے مطابق گٹرباغیچہ پر پارک کی ترقی کریں۔

- یوسی۔3 (جہان آباد) سائٹ ٹاؤن کے ناظم نے 150 ایکڑ رقبے پر پھیلی ہوئی تجاوزات کوختم کروانا۔

انسانی حقوق مقدمہ نمبر 6۔کے/1993ء (باکس ملاحظہ فرمائیں) کے تمام غیر معمولی معاملات کو تین ماہ کے اندر نمٹانے کے سپریم کورٹ کے احکامات کی تعمیل کرنا۔

- پارک کی نقشہ بندی کے منصوبے کا آغاز۔ یہ کام مفادعامہ کے تحت انسٹی ٹیوٹ آف آرکیٹکٹس پاکستان کو سونپا جاسکتا ہے۔
- پارک کے فوری طور پر دستیاب حصوں میں تعمیرات بشمول چاردیواری اور جنگلوں کی تعمیر کا آغاز کرنا۔ شہری ضلعی حکومت کراچی کی جانب سے 1998ء میں گٹرباغیچہ کے درمیان میں سے گزرنے والے 100 فٹ چوڑے روڈ پر الاٹ کئے گئے پیٹرول پمپ کی لیز اوراس کی تعمیرات کو ہٹانا۔

تفریحی پارک کی حدود میں جاری کی گئی دیگر لیزوں بشمول مندرجہ ذیل لیزوں کو بھی منسوخ کرنا چاہئے۔

الف: اسماعیلیہ گارڈن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو الاٹ کیا گیا پلاٹ نمبر 108/4 (رقبہ 7.02 ایکڑ)

ب: صفیہ بیگم ودیگر کو الاٹ کئے گئے پلاٹ نمبر 108/2 (رقبہ 35625 مربع گز) اور پلاٹ نمبر 108/3 (رقبہ 7253 مربع گز)

شہری ضلعی حکومت کراچی کی اجازت یا بغیراجازت گٹرباغیچہ میں مختلف پارٹیوں کی جانب سے قائم کئے گئے پانی کے نلکوں کو ہٹایا جائے۔ سائٹ کی صنعتوں اور کارخانوں سے زہریلے اور آلودہ مواد کے گٹرباغیچہ میں اخراج کو بند کیا جانا چاہئے کیونکہ اس سے گٹرباغیچہ کے گندے پانی کے استعمال سے پیدا ہونے والی سبزیوں پر منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

کراچی کی شہری ضلعی حکومت کو گٹرباغیچہ کی تمام تفریحی جگہ کے لئے ایک ماسٹر پلان تیار کرنے پر توجہ دینی چاہئے اور اس کے بعد ان علاقوں پر جو فوری طور پر دستیاب ہیں، عوامی پارک کی تعمیر شروع کرنی چاہئے۔

کراچی کے لئے کمرشلائزیشن پالیسی: شہری ایکنوازم کے لئے ایک فتح

حال ہی میں عدالت عالیہ سندھ نے حکومت سندھ کو حکم دیا ہے کہ وہ کراچی میں سڑکوں کے تجارتی قرار دیئے جانے کے کسی بھی اقدامات کی مزاحمت کرے تاوقتیکہ مجاز اتھارٹی ایسا کرنے کے لئے مناسب ضوابط/قواعد/ذیلی قوانین کی تشکیل نہ کرے۔

شہری سی بی ای کراچی میں سڑکوں کی غیرقانونی کمرشلائزیشن سے بچانے میں سبقت لے چکی ہے اور متعلقہ شہریوں کے تعاون سے سڑکوں کی غیرقانونی کمرشلائزیشن کے خلاف فوری طور پر ایک باڑ لگا چکی ہے جیسا کہ عدالت عالیہ سندھ نے متعلقہ شہریوں کے دلائل کو برقرار رکھا ہے۔ (باکس ملاحظہ فرمائیں) ہم اس سلسلے میں تمام متعلقہ شہریوں کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس عوامی مفاد کے مقدمے میں ہماری مدد کی۔

کے بی سی اے کے معاملات بہتر ہو رہے ہیں

شہر میں بڑھتی ہوئی غیر قانونی تعمیرات کی مزاحمت۔ اس سے شہر کے تعمیراتی ماحول کو بچانے کے سلسلے میں شہریوں کی جانب سے عدالتوں میں دائر کئے جانے والے مقدمات کی تعداد کم ہونے میں مدد ملے گی۔

کے بی سی اے کے بدعنوان حکام سے باز پرس جو:

- تازہ غیر قانونی تعمیرات میں غیر قانونی بلڈروں کے ساتھ ملی بھگت میں ملوث ہیں۔
- نافذ قوانین کی شرمناک خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر قانونی تعمیرات کو باقاعدہ بنانے کے عمل میں مصروف ہیں۔

شہریوں اور پیشہ ور افراد کو بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی میں ان کو درپیش متعدد مسائل کے سلسلے میں معاونت کرنے کے لئے کے بی سی اے میں ناظم امدادی ڈیسک کا آغاز کیا جائے، تاکہ کے بی سی اے کی کارکردگی اور مختلف درخواستوں/معاملات کی کارروائی کو باقاعدہ بنیاد پر لازماً جانچا جائے۔ اس ضمن میں ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل پاکستان کی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

کے بی سی اے پر عوامی اطلاعاتی کاؤنٹر کو دوبارہ کھولا جائے جس کی وجہ سے بلڈنگ پلان اور دستاویزات باآسانی دستیاب ہوسکتے ہیں۔ یہ درحقیقت بدعنوانی کو کم کرنے اور شفافیت کی کنجی ہے۔ کے بی سی اے کے لئے پیشہ ور انجینئروں/آرکیٹکچروں، متعلقہ شہریوں، بلڈروں، کونسلروں، غیر سرکاری اداروں، سرکاری افسروں پر مشتمل ایک نگراں کمیٹی کا اجراء کیا جائے۔

اسی طرح سائٹ کی جانب سے (کے ایم سی/سی ڈی جے کے افسران کی ملی بھگت سے) 1990-94ء کے عرصے کے دوران کنڈرا غنچہ میں 200 فٹ روڈ پر دس صنعتی پلاٹوں کے لئے 8.3 ایکڑ اراضی کی لیز کے اجازت نامے منسوخ ہونے چاہئیں۔

عدالت عالیہ فیصلہ کرتی ہے

مدعا علیہان کے وکلاء نے کہا ہے کہ مبینہ طور پر سڑکوں کو تجارتی بنانے کی جانب فی الحال کوئی اقدام نہیں کیا جارہا ہے اور ایسا کوئی بھی قدم اس وقت تک نہیں اٹھانا چاہئے جب تک کہ مدعا علیہ نمبر 1 جو ان معاملات سے نمٹنے کے لئے ایک بااختیار ادارہ ہے، ایسا کرنے کے لئے باقاعدہ ضوابط/قواعد/ذیلی قوانین مرتب نہیں کرتی۔ اگر ایسا کوئی قدم اٹھایا گیا تو وہ تشکیل دیئے گئے قواعد اور ذیلی قوانین کے مطابق ہوگا۔

مندرجہ بالا بیان محفوظ کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق درخواست کو نمٹایا جاتا ہے مدعی حضرات اگر کسی غیر قانونی اقدام سے متاثر ہوں تو وہ بروقت عدالت عالیہ سے رجوع کریں۔

دستخط۔ صبیح الدین احمد، جج

دستخط۔ ایس علی اسلم جعفری، جج

مقدمہ نمبر۔ سی۔ پی نمبر D-515/200/2003، عدالت عالیہ سندھ

شہری سی بی ای کی ایک انمول تجویز

کراچی کے شہریوں کے لئے کے بی سی اے میں ناظم کی معاونتی ڈیسک

1- ضلعی شہری حکومت کراچی/کے بی سی اے کی عوامی خدمات تک کراچی کے شہریوں کی آسان رسائی کے ضمن میں ناظم کے بی سی اے دوسری منزل سوک سینٹر انیکسی گلشن اقبال میں سی سی او بی کے دفتر کے نزدیک ایک معاونتی ڈیسک قائم کریں گے جو ہفتہ وار بنیاد پر براہ راست ناظم شہر کو رپورٹ کرے گی۔

2- معاونتی ڈیسک پیر سے ہفتہ تک دفتری اوقات کار کے دوران عام لوگوں کو مندرجہ ذیل خدمات فراہم کرے گی۔

- کے بی سی اے عوامی اطلاعاتی کاؤنٹر تک رسائی بشمول منصوبوں کی نقول، دستاویزات، فارم، ہدایات، طریق کار، قوانین، ضوابط وغیرہ کے فوری حصول کی نگرانی۔
- جمع کرائے گئے فارم، منصوبوں، درخواستوں وغیرہ پر کے بی سی اے کے اندرونی طریق کار کی رفتار کی نگرانی۔
- عوامی شکایات کی رجسٹریشن اور ان پر کے بی سی اے کی جانب سے کئے گئے اقدامات کی کھوج کرے گی۔
- کے بی سی اے کے حکام معاونتی ڈیسک کو فوری تعاون فراہم کریں گے۔

3- ناظم شہر اس کا باضابطہ طور پر ایک سادہ تقریب میں افتتاح کریں گے جس میں مختلف ٹاؤن ناظم، شہر/ٹاؤن کے متعلقہ حکام، پیشہ ور حضرات (پی سی اے ٹی پی، پی ای سی، آئی ای پی، اے سی ای پی، انجینئرنگ/آرکیٹکچرل ادارے) اور متعلقہ شہری مدعو کئے جائیں گے۔ معاونتی ڈیسک کی اخبارات و جرائد میں اور اٹھارہ ٹاؤنوں ٹی بی سی او کے دفاتر پر باقاعدہ مشتہر کی جائے گی۔

4- معاونتی ڈیسک شہری حکومت کے دو ملازمین اور پیشہ ور/شہری گروپوں کے عوامی رضاکاروں پر مشتمل ہوگی۔ ڈیسک دو ٹیلی فون، فیکس، کمپیوٹر اور فوٹو اسٹیٹ مشین سے آراستہ ہوگی۔

5- درخواستوں، منظوریوں، شکایات وغیرہ کا ڈیٹا اور تمام معلومات سی ڈی جی کے کے ویب پیج پر منتقل کردی جائیں گی، تاکہ تمام شہری فوری طور پر ازالہ کرسکیں۔

سڑکوں کو تجارتی قرار دینے کی پالیسی کا تاریخ وار جدول

تاریخ	واقعات
19 اپریل 2003ء	روزنامہ ڈان نے کراچی کی چھ سڑکوں کے ساتھ مجوزہ تجارتی زونوں اور مستقبل میں نو سڑکوں کو تجارتی بنانے کے منصوبے کے بارے میں رپورٹ شائع کی۔
21 اپریل 2003ء	شہری سی بی ای نے سٹی ڈسٹرکٹ کونسل کے 253 ممبران کو سڑکوں کو تجارتی بنانے کے بارے میں اعتراضی خطوط تحریر کیے اور ان کے مضمرات کی تفصیل بیان کی۔
22 اپریل 2003ء	سڑکوں کو تجارتی بنانے پر ایم پی جی او (سی ڈی جی کے) تفصیلی پالیسی دستاویز کے ہمراہ بحث کرنے کے لئے شہری کو سٹی ڈسٹرکٹ کونسل کے اگلے دن کے اجلاس کا ایجنڈا موصول ہوا۔
22 اپریل 2003ء	شہری نے سٹی ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران کو ایک اور خط تحریر کیا۔
22 اپریل 2003ء	شہری اور چھ متعلقہ شہریوں نے مجوزہ سڑکوں کو تجارتی بنانے کے خلاف عدالت عالیہ سندھ میں ایک آئینی درخواست نمبر 515/03 دائر کی۔ مقدمہ کے لئے 25 اپریل 2003ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔
23 اپریل 2003ء	سٹی ڈسٹرکٹ کونسل کے اجلاس میں شہری کے احتجاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک اکیس رکنی سب کمیٹی تشکیل دی گئی جو مسئلہ کی گہرائی میں تحقیق کرے گی اور ایک مہینے کے اندر رپورٹ پیش کرے گی۔
25 اپریل 2003ء	روزنامہ ڈان نے سڑکوں کو تجارتی بنانے کے خلاف مقدمہ دائر ہونے کی رپورٹ شائع کی۔
3 مئی 2003ء	عدالت عالیہ سندھ میں مفاد عامہ کی حامل درخواست کی سماعت شروع ہوئی۔ ایڈووکیٹ جنرل سندھ نے درخواست گزاروں اور متعلقہ حکام کے درمیان میٹنگ کرانے کی ذمہ داری لی۔
3 مئی 2003ء	شہری نے سب کمیٹی کے ممبران کو سڑکوں کو تجارتی بنانے کے مسئلے پر بحث کرنے کے لئے تحریری طور پر مدعو کیا۔
3 مئی 2003ء	شہری نے متاثرہ سڑکوں کے قریب رہائش پذیر شہریوں کو خطوط لکھے اور ان سے درخواست کی کہ وہ شہری ضلعی حکومت کراچی کو سڑکوں کی مجوزہ کمرشلائزیشن کے منفی اثرات وغیرہ سے متعلق اپنی آراء کے ہمراہ اپنے علاقے کی موجودہ حالت کے بارے میں تحریر کریں۔
6 مئی 2003ء	شہری کے دفتر میں سب کمیٹی کے ممبران (صرف چھ ممبران شریک ہوئے) اور متعلقہ شہریوں، سڑکوں کو تجارتی بنانے سے متعلق منصوبہ سازوں اور آرکیٹکٹس کے درمیان میٹنگ ہوئی۔
9 مئی 2003ء	شہری نے وزارت مکانات و ترقیات کے وفاقی سیکریٹری کو تحریری طور پر سڑکوں کو تجارتی بنانے کی پالیسی کے خلاف احتجاج کیا کہ اس سے وفاقی سوسائٹیوں کے علاقوں کا تعمیراتی ماحول متاثر ہوگا۔
9 اگست 2003ء	شہری اور ای ڈی او (ایم پی جی او)، ای ڈی او (قانون) سی ڈی جی کے، کے بی سی اے حکام، ایڈووکیٹ جنرل کے درمیان ایک اور میٹنگ ہوئی ایڈووکیٹ جنرل نے سی ڈی جی کے کمرشلائزیشن سب کمیٹی کے ہمراہ میٹنگ منعقد کرانے پر اتفاق کیا۔
11 اگست 2003ء	شہری نے کمرشلائزیشن سب کمیٹی کے چیئرمین عبدالرشید بیگ کو خط تحریر کیا اور ان سے سی ڈی جی کے کی پالیسی پر بحث کرنے کے لئے ملاقات کی درخواست کی۔
15 اگست 2003ء	عدالت عالیہ سندھ نے شہری کی درخواست عدالت کو مدعا علیہان کے مطلع کرنے کے بعد کہ سڑکوں کو تجارتی بنانے کا کوئی عمل فی الوقت نہیں کیا جا رہا ہے اور یہ کہ ایسا کوئی بھی عمل اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک کہ سی ڈی جی کے مناسب ضوابط/ ذیلی قوانین مرتب نہ کرے، نمٹا دی۔

ہاکس بے اسکیم: شہریو! ہوشیار باش

شہری سی بی ای عوام کے مفاد میں مطلع کرنا چاہتی ہے کہ ہاکس بے روڈ کے ساتھ نام نہاد کے۔28 اسکیم کا فیز۔2 سندھ بورڈ آف ریوینیو نے ہاکس بے اسکیم کے ڈی اے اسکیم نمبر 42 سے غیرقانونی طور پر نکالی ہے۔ کے ڈی اے ہاکس بے اسکیم 1984ء میں جاری کی گئی تھی اور ہاکس بے روڈ کے ساتھ پلاٹوں پر مشتمل تھی۔ سندھ بورڈ آف ریوینیو نے کمشنر کراچی کے احکامات کے تحت اسکیم 42 میں اس کی حدود میں آنے والی زمین 1985ء میں کے ڈی اے کو منتقل کردی۔ جیسے ہی سندھ بورڈ آف ریوینیو نے تمام اراضی کے ڈی اے کو منتقل کی، پلاٹوں کا لے آؤٹ پلان کے ڈی اے کے ماسٹر پلان ڈپارٹمنٹ نے تیار کیا اور پھر اسی لے آؤٹ کی بنیاد پر کے ڈی اے نے اس کی قرعہ اندازی کی۔ اب اس قدر طویل عرصے کے بعد سندھ بورڈ آف ریوینیو ہاکس بے روڈ کے کسی بھی اطراف اراضی کو واپس نہیں لے سکتی تاکہ وہ اپنی اسکیم نکال سکے اور اسے K-28 کے فیز۔2 کے طور پر فروخت کرسکے۔ چنانچہ ہاکس بے روڈ کے کسی بھی طرف K-28 کا تمام فیز۔2 غیرقانونی ہے۔ لہٰذا عوام کو ان کے اپنے مفاد میں مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ان غیرقانونی پلاٹوں کو نہ خریدیں۔

اطلاعات کی آزادی

کیا قومی تعمیر نو بیورو اس اہم مسئلہ کو حل کرے گا جس کی وجہ سے ایک مقامی حکومت کے ادارے میں بدعنوانی اور شفافیت متاثر ہو رہی ہے۔

چھ سالہ قدیم کے بی سی اے پبلک انفارمیشن کاؤنٹر کو بند کرنا (جس کے ذریعہ پلان اور دستاویزات کم لاگت پر عوام کو دیئے جاتے تھے) مندرجہ ذیل کے اصولوں کے خلاف ہے۔

- انتقال اختیارات کے منصوبے کی حکمت عملی۔
- آزادئ اطلاعات ایکٹ 2002ء

گزشتہ کئی سالوں سے عوامی اطلاعاتی کاؤنٹر نے کے بی سی اے میں بدعنوانی کو کم کرنے میں مثبت کردار ادا کیا ہے اور غیرقانونی تعمیرات میں واضح کمی کرنے میں بھی معاون ثابت ہوا ہے جو کراچی کے تعمیراتی ماحول کو تباہ کررہے ہیں۔

ہم آپ کی مداخلت کو مثبت طور پر آگے بڑھاتے ہیں۔ ❀❀❀

شہری سی بی ای ایک گرانقدر رکن اور شہر ایک سرگرم شہری ایکٹیوسٹ سے محروم ہوگیا

شہری سی بی ای کے ایک سرگرم کارکن اور ایک محنتی شہری ایکٹیوسٹ جوزف یوجین نوجوانی میں ایک بدقسمت حادثے میں انتقال کرگئے۔ شہری سی بی ای کی انتظامیہ اور اراکین اس سانحہ عظیم پر جوزف یوجین کے اہل خانہ اور عزیزواقارب سے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور دعاگو ہیں۔

جوزف یوجین ولد اے۔ جی یوجین اور ان کے بھائی شمس جو خانیوال سے ان سے ملنے آئے ہوئے تھے، 16 جولائی 2003ء کو تبت سینٹر کے سامنے موٹر سائیکل پر جارہے تھے کہ تقریباً 2:30 بجے طوفانی جھکڑ اور بارش شروع ہوگئی اور جوزف نے اپنی موٹر سائیکل محفوظ جگہ کی تلاش میں پریڈی کوارٹرز کی میکلین اسٹریٹ میں موڑ لی۔ انہوں نے اپنی موٹر سائیکل فاروق مینشن کے گراؤنڈ فلور پر واقع ایک اسپیئر پارٹس کی دکان سینٹرل آٹو اسٹورز کے سامنے کھڑی کردی کہ اچانک فاروق مینشن کی چھت سے ایک شکستہ دیوار زبردست دھماکے سے گرگئی اور اینٹ کا ایک بڑا ٹکڑا جوزف اور شمس کے سروں پر گرگیا۔ جوزف موقع پر ہی ہلاک ہوگئے جبکہ ان کے بھائی کے سر اور کمر پر شدید چوٹیں آئیں۔ گرنے والی دیوار کا زیادہ تر ملبہ متصل عمارت کی چھت پر جو فاروق مینشن سے ایک منزل کم ہے، گرگیا۔ کچھ وقفے کے بعد شمس کو سینٹرل آٹو اسٹور میں لایا گیا جس کے مالک عبدالوحید اور ملازم محمد سعید نے ایمبولینس کے لئے فون کیا۔ دریں اثناء پہلی منزل کے فلیٹ کے مکین فتح شیر خان نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس موقع واردات پر پہنچ گئی اور حالات کے بارے میں فتح شیر خان اور قریبی رہائش پذیر انسپکٹر بٹ سے معلومات حاصل کیں۔ جوزف کی تباہ شدہ موٹر سائیکل گارڈن تھانہ پہنچادی گئی۔ جوزف کی لاش کو سول اسپتال پہنچایا گیا جہاں ایم ایل او نے ڈیتھ سرٹیفکیٹ جاری کیا اور لاش کو سہراب گوٹھ پر واقع ایدھی مردہ خانہ پہنچادیا گیا۔ جوزف یوجین کو ان کے آبائی گاؤں خرم پورہ خانیوال کے مسیحی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ جوزف یوجین کی عمر 42 سال تھی، انہوں نے پسماندگان میں بیوہ انیلا بنت رابرٹ اور دو بیٹے جوشوا اور آرون جیسپر چھوڑے ہیں۔

کراچی میں سڑکوں کی کمرشلائزیشن کے سرکاری فیصلے کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے شہری سی بی ای مقامی کونسلروں کے ساتھ رابطہ کر رہی ھے

شہری سرگرمیاں

شہری رپورٹ

شہری سی بی ای کے تیرہویں سالانہ اجلاس عام کی روداد

اجلاس میں کے بی سی اے نگران کمیٹی کی تحلیل پر بحث کی گئی اور حکومت کے اس فیصلے کی بھرپور مذمت کی گئی

شہری سی بی ای کا تیرہواں سالانہ اجلاس عام 7 جون 2003ء بروز ہفتہ شام پانچ بجے شہری کے دفتر میں منعقد ہوا، جس میں منتظمہ کمیٹی کے مندرجہ ذیل ارکان موجود تھے۔

1- جناب خطیب احمد (چیئرمین)
2- ڈاکٹر سید رضا علی گردیزی (وائس چیئرپرسن)
3- محترمہ امبر علی بھائی (جنرل سیکریٹری)
4- جناب حنیف اے ستار (خزانچی)
5- جناب رولینڈ ڈی سوزا (رکن عاملہ)

شہری سی بی ای کے جنرل باڈی کے مندرجہ ذیل اراکین اجلاس مین شریک ہوئے۔

1- جناب فرحان انور
2- جناب رضوان عبداللہ
3- جناب ڈاکٹر خیروی اے ایم
4- ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صدیقی
5- محترمہ وکٹوریہ ڈی سوزا
6- جناب سلمان ہارون
7- محترمہ نائلہ احمد
8- جناب مقصود اکبر
9- جناب ڈیرک ڈین
10- محترمہ برناڈیٹ ڈین

ایجنڈا

1- 11 مئی 2002ء کو منعقد ہونے والے بارہویں سالانہ اجلاس عام کی کارروائی کی توثیق۔
2- انجمن کے کام سے متعلق سالانہ رپورٹ کی منظوری۔
3- 31 دسمبر 2002ء تک کے آڈٹ شدہ حسابات کے گوشوارے کی منظوری۔
4- سال 2003ء کے لئے آڈیٹرز کی تقرری اور ان کے معاوضے کو مقرر کرنا۔
5- چونکہ انتخابات کا سال تھا، لہذا نئی مجلس عاملہ کے انتخاب کے لئے سالانہ اجلاس عام کے بعد انتخابات منعقد کیے گئے۔
6- صدر کی اجازت سے کسی دیگر مسئلہ کی شمولیت۔

اجلاس

اجلاس میں بارہویں سالانہ اجلاس عام کے نکات کی منظوری دی گئی۔ ان کی تجویز جناب رضوان عبداللہ نے پیش کی جبکہ ڈاکٹر خیروی اے ایم نے تائید کی۔

شہری سی بی ای کے چیئرپرسن جناب خطیب احمد نے رپورٹ پڑھی۔ انہوں نے سندھ کے سابق گورنر میاں محمد سومرو کے جاری کیے گئے ریگولرائزیشن آرڈیننس کے خلاف شہری کی کوششوں کی تفصیلات بیان کیں، جس نے کراچی کو تحریری طور پر بلڈر مافیا کے حوالے کردیا تھا۔ جناب خطیب احمد نے گٹر باغیچہ کو تجاوزات سے بچانے کے لئے شہری کی جدوجہد پر مفصل بحث کی۔ کے بی سی اے نگراں کمیٹی کی تحلیل پر بھی بحث کی گئی اور اس فیصلے کی مذمت کی گئی۔

شہری سی بی ای کے ای ایس سی کے ہمراہ ٹیرف میں کمی کے سلسلے میں رابطہ کررہی تھی اور اس سلسلے میں بل کے ڈرافٹ کو حتمی شکل دینے کے سلسلے میں معاونت کررہی تھی ایک اور مسئلہ جس پر جناب خطیب احمد نے بحث کی وہ شہر مین سڑکوں کی کمرشلائزیشن تھا اور شرکاء کو مطلع کیا گیا کہ حکومت کے اس فیصلے کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے مقامی کونسلروں کے ساتھ شہری سی بی ای رابطہ کررہی ہے۔

سالانہ رپورٹ برائے سال 2003ء کی منظوری کے لئے جناب رضوان عبداللہ نے تجویز پیش کی جس کی تائید جناب مقصود

نے کی۔ سالانہ آڈٹ رپورٹ کی منظوری کے لئے تجویز جناب ڈیرک ڈین نے پیش کی جبکہ اس کی تائید محترمہ وکٹوریہ ڈی سوزا نے کی۔ آڈیٹر کے لئے =/5,500 روپے معاوضہ مقرر کیا گیا۔ اس کی تجویز جناب رضوان عبداللہ نے پیش کی اور اس کی تائید جناب مقصود اکبر نے کی۔

سال 2003ء کے پروجیکٹوں اور پروگراموں پر بھی بحث کی گئی۔ فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے شروع کئے جانے والے پروجیکٹوں کے علاوہ شہری سی بی ای 2003-05 میں سینڈز پٹ/ ہاکس بے پر سبز کچھوؤں کے ساحلی ماحول کی بحالی کے ایک منصوبے (یو این ڈی، ایس جی پی/ پروگرام) پر بھی کام کرے گی۔

حسابات کو منظور کرنے کے لئے جناب ڈیرک ڈین نے تجویز پیش کی اور محترمہ وکٹوریہ ڈی سوزا نے اس کی تائید کی۔ حسابات کی منظوری دے دی گئی۔

سال 2003ء کے لئے آڈیٹرز کی پیشہ ورانہ فیس =/5,500 روپے مقرر کی گئی۔ اس کی تجویز رضوان عبداللہ نے پیش کی اور ڈاکٹر خیروی نے تائید کی۔

2003ء الیکشن کا سال تھا۔ کاغذات نامزدگی تمام ایسے ارکان کو جنھوں نے رکنیت کی فیس ادا کردی تھی، بذریعہ ڈاک ارسال کئے گئے تھے۔ مندرجہ ذیل ارکان کی نامزدگیاں وصول کی گئیں۔

1- جناب نوید حسین
2- محترمہ امبر علی بھائی
3- ڈاکٹر ایس رضا علی گردیزی
4- جناب حنیف اے ستار
5- جناب رضوان عبداللہ
6- جناب رولینڈ ڈی سوزا
7- جناب ڈیرک ڈین
8- جناب قاضی فائز عیسیٰ
9- ڈاکٹر خیروی اے ایم

جناب قاضی فائز عیسیٰ اور ڈاکٹر خیروی کے کاغذات نامزدگی درست نہیں پائے گئے۔ چیئرپرسن کے لئے دو امیدواروں جناب نوید حسین اور رولینڈ ڈی سوزا کے درمیان مقابلہ تھا۔ خفیہ رائے شماری کے ذریعے جناب رولینڈ ڈی سوزا کامیاب قرار پائے۔

2003-05ء کے لئے نئی مجلس عاملہ کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

1- جناب رولینڈ ڈی سوزا (چیئرپرسن)
2- ڈاکٹر ایس رضا علی گردیزی (وائس چیئرپرسن)
3- محترمہ امبر علی بھائی (جنرل سیکریٹری)
4- جناب رضوان عبداللہ (خزانچی)
5- جناب خطیب احمد (رکن عاملہ)
6- جناب حنیف اے ستار (رکن عاملہ)
7- جناب ڈیرک ڈین (رکن عاملہ)

سال 2003ء کے پروگرام

شہری سی بی ای سال 2003ء میں مندرجہ ذیل پروگراموں پر عملدرآمد کرے گی۔ یہ تمام پروگرام فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کی جانب سے موصول ہونے والے عطیات کی معاونت سے کئے جائیں گے۔

1- شہری ضلعی حکومت کراچی کے جمشید ٹاؤن میں سٹیزن کمیٹی بورڈ (سی سی بی) کی تشکیل میں سہولیات فراہم کرنا۔

الف: سٹیزن کمیونٹی بورڈ کی تشکیل کے لئے طریقہ کار منتخب کرنے اور شہری سی بی ای اور جمشید ٹاؤن یونین کونسل کے درمیان مربوط میکنزم کو حتمی شکل دینے کے لئے ٹاؤن/ یونین کونسل ممبران کے ساتھ دو مشاورانہ ورکشاپس کا انعقاد۔

ب: شہری کے دفتر میں مقامی لوگوں (جنھیں یونین کونسلروں/ مقامی غیر سرکاری تنظیموں/ شہری گروپوں سے رابطہ کے بعد منتخب کیا گیا) کے ساتھ مشاورانہ اجلاس۔

ج: سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے کام/ فرائض کے بارے میں مقامی لوگوں کے منتخب گروپ کو تربیت دینے کے لئے تربیتی/ مشاورتی ورکشاپ۔

2- شہری کے تصور کو بہتر بنانے کے لئے دو سیمیناروں کا انعقاد

ان سیمیناروں میں شہری تمام مکتبہ ہائے فکر کے افراد مثلاً سیاستدانوں، بینکاروں، مقامی صنعتکاروں، سرمایہ کاروں کو شرکت کی دعوت دینے کی خواہشمند ہے۔

3- اسلحہ سے آزاد معاشرہ کے ہمارے عزم کی تجدید کے لئے ایک سیمینار کا انعقاد اور مزید اسٹیکروں کی تقسیم

4- امن اور رواداری

5- سماجی ذمہ داری

کھلی جگھوں (پارک) کا تحفظ اور کراچی شہر کے لئے پارک مینجمنٹ پلان کی ترقی۔ مندرجہ ذیل سرگرمیوں پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

الف: گٹر باغیچہ بچاؤ مہم کی حیثیت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک سیمینار۔

ب: شہری ضلعی حکومت کراچی کے شعبہ باغات کے تعاون سے مشاورتی ورکشاپس کا انعقاد جس میں کراچی شہر کے لئے پارک مینجمنٹ پلان کے لئے حکمت عملی اور منصوبوں کو مرتب کرنے کے لئے متعلقہ ذمہ داران شرکت کریں گے۔

ج: کراچی میں تمام پارکوں کی نشاندہی کرنے اور کراچی شہر کے (شہری حکومت کی حدود میں واقع) تمام پارکوں کی حالیہ ترقیاتی حیثیت کے خصوصی نکات کی نشاندہی کرنے کے لئے ایک سٹی پارکس ڈائریکٹری کی تیاری (اشاعت)۔

6- صارفین کا تحفظ

کراچی کے شہریوں کے لئے پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے تائیدی مہم۔ مندرجہ ذیل سرگرمیوں پر عمل کیا جائے گا۔

الف: کراچی میں پانی کی فراہمی کے نظام (فلٹر/ ٹریٹمنٹ سسٹم/ ذخائر وغیرہ) بشمول پانی کے معیار، پانی کی چوری اور دیگر متعلقہ مسائل کے متعلق اطلاعات کی فراہمی کے لئے بروشر/ کتابچوں کی رونمائی کی جائے گی۔

7- ہیلپ ڈیسک

جمشید ٹاؤن کے دفتر میں علاقہ کے مسائل حل کرنے اور نگرانی کرنے کے ضمن میں متعلقہ منتخب نمائندوں کی معاونت اور مدد کرنے کے لئے شہری ہیلپ ڈیسک کو برقرار رکھا جائے گا۔

شہری یو این ڈی پی کے ہمراہ

کچھوا بچاؤ میں مدد کیجئے کے پروجیکٹ کے لئے شہری سی بی ای نے یو این ڈی پی سے ان کے چھوٹے امدادی پروگرام کے تحت تعاون کی درخواست کی ہے۔ اس پروجیکٹ کو یو این ڈی پی پہلے ہی منظور کرچکی ہے۔ یہ پروجیکٹ دو برس تک جاری رہے گا جس کا مقصد سبز سمندری کچھوے کے حیاتیاتی ماحول کو تحفظ دینے کی دیرپا سرگرمیوں اور پروگراموں کی ترقی میں مدد کرنا ہے۔ ہم اس سلسلے میں اپنی رکن محترمہ نائلہ احمد جو اس پروجیکٹ کی خالق ہیں، اور جناب فرحان انور، ایڈیٹر، رکن شہری جنھوں نے اس تصور کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے اپنی پیشہ ورانہ تعاون اور مہارت پیش کی کے شکرگزار ہیں۔

خصوصی فیچر

روٹی اور پانی کا تحفظ

بغیر سوچے سمجھے عالمی پروگراموں کی اندھادھند تقلید اور خراب نظم ونسق کی وجہ سے عام شخص کی زندگی متاثر ہورہی ہے

ش۔فرخ

"اچھی کارکردگی" کے باوجود اس حقیقت میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آئی که ایک تہائی سے زیادہ پاکستان کی آبادی خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہی ھے

ایک اخبار میں چھپنے والی یہ تصویر، لاہور کی ایک بند دکان کے سامنے سڑک کے کنارے بیٹھی ایک عورت کی ہے۔ اس کے ساتھ تین بچیاں ہیں۔ ایک گود میں اور دو ننگی زمین پر سو رہی ہیں۔ غریب عورت۔ یہ نہیں معلوم کہ وہ کیا حالات تھے جن سے مجبور ہوکر وہ اپنی تمامتر بے بسی اور بے سروسامانی اٹھائے یہاں آ گئی۔ ان بچیوں کا والد کہاں گیا، بھوک افلاس نے ان کی جان لے لی یا وہ روٹی کی تلاش میں کہیں دور نکل گیا۔

موجودہ حکومت کے چار سال پورے ہوگئے۔ ان چار برسوں کا تجزیہ کرنے کے لئے خصوصی مضامین اور اداریے شائع ہوئے۔ ایک اداریے کے مطابق جنرل پرویز مشرف نے چار سال قبل اپنا جو سات نکاتی ایجنڈا پیش کیا تھا اس میں دیگر امور کے علاوہ معیشت کی بحالی کے ضمن میں کی گئیں کوششیں جزوی طور پر کامیاب ہوئی ہیں، مثلاً غربت دور نہیں ہوئی جبکہ یوٹیلٹی بلز آئی ایم ایف کے محکوم بن کر رہ گئے۔

ایک مضمون کے مطابق ہماری معیشت ایک بار پھر تنگ نظر اصطلاح میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ہر متمول ڈونر نے پاکستان کے لئے اپنے خانے کھول دیئے ہیں۔ ہم جو دہشت گردی کے خاتمے کے لئے امریکہ کو خدمات پیش کر رہے ہیں اس کے عوض ہمیں کثیر رقوم سے نوازا جارہا ہے۔ بظاہر ہماری معیشت بحال ہورہی ہے لیکن خط غربت مزید بڑھ رہا ہے اور بیروزگاری میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔

سرکاری دعووں اور حقیقی صورتحال کا تضاد 17 جولائی 2003ء کو اسلام آباد کی ڈیٹ لائن کے ساتھ شائع ہونے والی اس رپورٹ سے بھی ظاہر ہے اس کے مطابق غربت کے خاتمے کی مد میں مختص کئے گئے اخراجات میں مالیاتی سال 03-2002ء کے پہلے 9 ماہ کے دوران 11 فیصد کی کمی واقع ہوئی جبکہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس عرصے میں غربت کی کمی میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مثلاً خوشحال پاکستان کے منصوبوں کے تحت 9 لاکھ عارضی ملازمتیں پیدا کی گئیں اور زکوٰۃ فنڈ کے ذریعے 9 لاکھ 40 ہزار افراد کو مالی امداد فراہم کی گئی۔

مذکورہ رپورٹ کے مطابق خوشحالی بینک 2004ء تک ملک کے ہر ضلع میں قائم کردیا جائے گا۔ سردست اس منصوبے کے تحت گزشتہ مالی سال کے وسط تک 2.47 بلین روپے تقسیم کئے گئے جس سے 2,63000 افراد مستفید ہوئے۔ توقع ہے کہ اس کا تسلسل قائم رہے گا، اس کے باوجود اس ملک کے غریبوں کی تعداد میں ایسی مثبت تبدیلی لانا کہ وہ نظر آئے بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اس نوعیت کی ''اچھی کارکردگی'' کے باوجود اس حقیقت میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آئی کہ ایک تہائی سے زیادہ پاکستان کی آبادی خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ یہ بات عوام کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے والی خدمات اور اشیاء کی ترسیل کے شمار سے واضح ہوئی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو غذا کے عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ یہی ہیں وہ جو بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں، جنہیں روٹی کا تحفظ چاہئے۔ روٹی ان کا انسانی حق ہے، زمین کا وہ ٹکڑا ان کا انسانی حق ہے جس پر وہ اپنے خاندان اور دیگر لوگوں کے لئے غذا پیدا کرسکیں۔ صاف پانی اور صاف ہوا ان کا حق ہے۔ اس فطرت پر ان کا حق ہے جسے وہ اپنی تمامتر نباتاتی اور حیاتی تنوع کے ساتھ اصل حالت میں محفوظ کرسکیں۔ یہ ان کا حق ہے کہ جو رقوم ان کے نام پر ان کی بہتری اور فائدے کی خاطر قرض لی جاتی ہیں، انہیں اس کے بارے میں علم ہو اور ایسا کرتے وقت ان سے مشورہ کیا جائے۔

پاکستانی عورت امتیازی قوانین کی وجہ سے گھریلو اور سماجی تشدد کا شکار ہے، اسے نام نہاد عزت کے نام پر قتل کیا جاتا ہے، وہ غریب ملک میں غریب تر ہے، جس کی بنیادی وجہ پدرشاہی اور جاگیرداری نظام کے روایتی رویے ہیں

بھوک کے تواتر کے اسباب پیدا کرنا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ کسانوں سے زمین لینا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، شرکت گاہ نے غذا کے تحفظ پر کانفرنس کا اہتمام کیا تو اس قسم کی باتیں سننے میں آئیں۔

روٹی کا تحفظ، ان بچوں کو معلوم نہیں جو اپنی ماں کے ساتھ سڑک کے کنارے ڈھول کے بستر میں سو رہے تھے۔

صاف پانی کا تحفظ، لاسی پاڑہ بلدیہ ٹاؤن کے رہنے والوں کو میسر نہیں جو رستی ہوئی پائپ لائن سے نکلنے والے پانی کو گڑھے سے پلاسٹک کے جگوں کی مدد سے اتنی احتیاط سے نکال رہے تھے کہ کہیں اس میں کوئی کیڑا مکوڑا نہ آجائے۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ پانی کس قدر آلودہ ہے، اس میں کتنی آلائشیں ہیں، انہیں شاید صاف اور آلودہ پانی میں تمیز کرنے کی صلاحیت نہیں کہ کبھی صاف پانی میسر نہیں آیا۔ اس طرح کے مناظر پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں اور مقامات پر بھی نظر آتے ہیں جبکہ ملک میں ایسے بے شمار دیہات ہیں جن میں رہنے والوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔

صدر پرویز مشرف نے او آئی سی سٹ کے بعد ایک پریس کانفرنس کے دوران ایک سوال کہ آپ نے پاکستانی عورتوں کے لئے کیا کیا؟ کہا کہ کسی غیر ملکی صحافی کی جانب سے یہ سوال آنا اس بات کی شہادت ہے کہ عام پاکستانی عورت تشدد کا شکار ہے۔ وہ امتیازی قوانین کی وجہ سے گھریلو اور سماجی تشدد کا شکار ہے۔ وہ روایتوں کی شکار ہے۔ اسے نام نہاد عزت کے نام پر قتل کیا جاتا ہے۔ وہ غریب ملک میں غریب تر ہے، جس کی بنیادی وجہ پدرشاہی اور جاگیرداری نظام کے روایتی رویے ہیں۔ عام عورت، خصوصاً دیہی عورت کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ صدر پرویز مشرف نے صحافی کے سوال کا جواب دیا کہ ہم نے اپنے ہاں کی عورت کو طاقت دی ہے۔ اسے سیاسی عمل میں شامل کیا ہے تاکہ وہ خود اس قابل ہو جائے کہ اپنے اچھے برے کا خیال رکھ سکیں۔ اپنے فیصلے خود کر سکے۔

درست، موجودہ حکومت نے سیاسی عمل میں عورتوں کو نمایاں طور پر شرکت دی ہے لیکن ہر طرف سے یہی سننے میں آ رہا ہے کہ ایوانوں میں نمائندہ خواتین کو خاطر خواہ اختیارات حاصل نہیں ہیں، مقامی حکومت میں جن خواتین کو نمائندگی دی گئی ہے ان کی اکثریت غیر تعلیم یافتہ ہے، انہیں اپنے فرائض کے بارے میں ضروری معلومات اور تربیت حاصل نہیں ہے۔

شرکت گاہ کی کانفرنس میں گھوٹکی کے محمد اعظم نے جو کچھ کہا وہ دیہی عورتوں کی عام صورتحال کی مثال تھی کہ زراعت میں 90 فیصد کام عورتیں کرتی ہیں، ان کے پسماندہ علاقے کے بیشتر دیہاتوں میں بجلی نہیں ہے اور 15 ہزار کی آبادی میں ایک عورت بھی پڑھی لکھی نہیں ہے۔ عورت پر تشدد کا یہ عالم ہے کہ اسے ایک ہڈی اور بوٹی پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ وہ گھر سنبھالتی ہے، نامساعد حالات میں بچوں کی پرورش کرتی ہے، نیز دن بھر کھیتوں میں محنت کرتی ہے اس کے باوجود مرد اس پر غالب ہے۔ وہ مرد کی دست نگر ہے۔

اور پھر محمد اعظم چاچڑ نے کسان کی بدحالی کا ذکر بھی کیا کہ جب کسان اپنی فصل کے لئے اپنا بیج استعمال کرتا تھا تو اس کی معاشی حالت بہتر تھی۔ وہ اپنی اگائی ہوئی فصل سے اگلے موسم کے لئے بیج محفوظ کر لیتا تھا۔ اس کے لئے اسے کوئی رقم ادا نہیں کرنی پڑتی تھی جبکہ اب اسے مجبور کر دیا گیا کہ وہ اپنی زمین میں بدیشی بیج کاشت کرے جسے عام اصطلاح میں پیٹنٹ (Patent) بیج کہتے ہیں۔

یہ جو عالمگیریت کا ایک حصہ ہے یہ اس معاہدے کا حصہ ہے جو ہم نے ڈبلیو ٹی او یعنی ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے تحت کئے ہیں۔ ڈبلیو ٹی او کا تعلق حکومت میں یونائیٹڈ نیشنز سے نہیں ہے۔ یہ بظاہر انسانی حقوق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قائم کی گئی تھی لیکن چھوٹے اور غریب ممالک چونکہ بڑی طاقتوں کی مقروض ہیں جس کی بناء پر وہ تقریباً کولونائزڈ ہو چکی ہیں، اس لئے ان میں انکار کی سکت نہیں ہے۔ اگر وہ ہماری زمینوں پر ہمارے انسانی وسائل کے بل بوتے پر تجربات کرنا چاہیں تو ہم مجبور ہیں کہ انہیں اس کی اجازت دیں۔ مثلاً بیسویں صدی کے چھٹے عشرے میں ''سبز انقلاب'' کے نام پر اعلیٰ تکنیکی رو سے سر بمہر بیج، کھاد اور کیڑے مار دواؤں کو دنیا بھر میں خوش آمدید کہا گیا کہ اس سے زرعی پیداوار میں نمایاں اضافے کا دعویٰ کیا گیا تھا اور یہ بھی کہ زراعت کے بنیادی ڈھانچے میں نمایاں تبدیلی کے تردد اور کم محنت میں پیداوار کئی گنا بڑھ جائے گی۔

ترقی پذیر، پسماندہ اور غریب ملکوں کے لئے یہ ایک نوید تھی کہ ان کی بڑھتی ہوئی آبادی میں کثیر زرعی پیداوار ان کے لئے غذا کا تحفظ فراہم کرے گی، لیکن وقت کے ساتھ یہ حقیقت واضح ہوئی کہ زرعی پیداوار گھٹنے لگی۔

زمین کی زرخیزی کم ہونے لگی اور اخراجات بڑھتے گئے، لیکن ماہرین کا کہنا ہے کہ جنوبی ایشیا جس میں پاکستان بھی شامل ہے اس میں غذا کا عدم تحفظ محض زرعی ٹیکنالوجی کی ناکامی کی بدولت ہی نہیں بلکہ اس میں معیشت کی عالمگیریت کا بھی بڑا ہاتھ ہے جس کے تحت بنیادی ڈھانچے میں تبدیلی کے پروگرام (Structural Adjustment Program) پر عملدرآمد کے نتیجے میں غذائی فصلوں کے بجائے ایسی کیش فصلوں کو ترجیح دی گئی جس سے برآمدات میں اضافہ کیا جا سکے لیکن نتیجتاً غذا کا تحفظ کم ہوتا گیا اور وہ غریب جسے مذکورہ اصطلاحات سے قبل بھی کم غذا میسر تھی وہ مزید بھوکا ہو گیا۔

بغیر سوچے سمجھے اور عالمی پروگراموں کی اندھا دھند تقلید دراصل ہماری ملکی پالیسیوں کی کمزوری کے علاوہ وسائل کا ناقص استعمال اور نظم و نسق کی خرابیاں عام شخص کی زندگی کو متاثر کرتی ہیں۔ مثلاً ایک رپورٹ کے مطابق حکومتی سطح پر کارپوریٹ کاشتکاری پر غور کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے 2 کروڑ ایکڑ زمین حاصل کی جائے گی جس سے بڑی تعداد میں مقامی کسانوں کی بے دخلی کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں جبکہ ہمارے ہاں پانی زراعت اور انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے تو پھر کارپوریٹ کاشتکاروں کے لئے پانی کہاں سے فراہم کیا جائے گا۔ کیا یہی ہوگا کہ غریب کسانوں اور غریب عوام کا پانی کاٹ کر اس عظیم منصوبے پر صرف کیا جائے گا۔

(آئی پی سی فیچر سروس)

جنوبی ایشیا کا شمار انسانی ترقی کی علامتوں کے حوالے سے دنیا کے سب سے محروم خطوں میں کیا جاتا ہے۔ نوید حسین حالات کو بہتری کے ضمن میں چند سیاسی اور مالیاتی تدابیر بیان کرتے ہیں

تبصرہ

جنوبی ایشیاء میں تحفظ اور ماحول

نوید حسین

پاکستان اور ہندوستان دفاع کی مد میں 18 ارب ڈالر سالانہ خرچ کر رہے ہیں جو بڑھتی ہوئی غربت کا بنیادی سبب ہے اور جس کی وجہ سے ترقیاتی سرگرمیاں متاثر ہورہی ہیں

پاکستان کی آبادی 1947ء میں تین کروڑ دس لاکھ تھی جبکہ موجودہ دور میں اس کی آبادی کا تخمینہ 12 کروڑ پچاس لاکھ سے زیادہ لگایا گیا ہے۔ سرکاری اندازوں کے مطابق آبادی میں اضافے کی رفتار 3.1 فیصد سالانہ ہے جبکہ دیگر اداروں کے مطابق آبادی میں اضافہ 3.6 فیصد سالانہ کے حساب سے ہورہا ہے اور موجودہ آبادی 13 کروڑ ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ 2000ء تک پاکستان کی آبادی 16 کروڑ 50 لاکھ تک پہنچ جائے گی، یہ کروڑوں افراد جن میں سے صرف 31 فیصد خواندہ ہیں، ہمارا ووٹ بینک ہوں گے۔ آٹھ سال کے اس قلیل عرصے میں آبادی میں 4 کروڑ کے اس اضافے سے دنیا کا شاید ہی کوئی ملک نبرد آزما ہوسکے۔ 4 کروڑ کی یہ تعداد جرمنی کی تقریباً آدھی اور انگلینڈ کی دو تہائی یا فرانس کی آبادی کی نمائندگی کرتی ہے۔ 2000ء تک 4 کروڑ افراد کے اس اضافے کے لئے موجودہ معیار زندگی کو برقرار رکھنے اور موجودہ 400 ڈالر فی کس آمدنی کو برقرار رکھنے کے لئے حالیہ 50 ارب ڈالر کی مجموعی قومی پیداوار میں 16 ارب ڈالر کا اضافہ کرنا ہوگا۔ اس کی وجہ سے ترقیاتی کاموں کے لئے کچھ نہیں بچے گا اور ہم غربت اور ماحولیاتی تنزلی میں مزید پستی کی طرف چلے جائیں گے۔

بڑھتی ہوئی آبادی، جہالت، گھٹتے ہوئے ذرائع، غربت اور ماحول کے مسائل کے درمیان گنجلک واسطے کا تجزیہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ایک ارب 20 کروڑ سے زائد افراد جنوبی ایشیا میں آباد ہیں جو پوری نوع انسانی کا پانچواں حصہ ہے۔ جمہوری نظام میں اچھی حکمرانی کا اصول اور ناخواندگی براہ راست لازم و ملزوم ہیں۔ ایک پرانی کہاوت ہے کہ لوگوں کو ویسے ہی حکمران ملتے ہیں جن کے وہ حقدار ہوتے ہیں، یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔

جنوبی ایشیا کے تمام ممالک کے مقابلہ میں پاکستان میں انسانی ذرائع کو ترقی دینے کے معاملے کو ہمیشہ کم ترجیح دی گئی ہے۔ ایک ایسے معاشرہ میں جہاں تعلیم اور صحت کے شعبے پر کم سے کم خرچ کیا جاتا ہو وہاں حقیقی ترقی کی امید بمشکل ہی کی جاسکتی ہے۔ پاکستان کے تناظر میں محدود مادی چیزوں کے عظیم اثاثے معنی خیز سماجی ترقی کے مساوی کبھی نہیں ہونے چاہئیں۔ جنوبی ایشیا کی ترقی کے سوال کے ضمن میں ہمیں بحرالکاہل کے نئے صنعتی ممالک سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ان تمام ممالک میں ایک چیز مشترک تھی اور وہ تھی مستحکم حکومتیں، جس کی وجہ سے ان ممالک کو طویل المیعاد ترقیاتی منصوبے بنانے اور ان کو عملی جامہ پہنانے کا وقت مل گیا۔ ٹیکنوکریسی، میرٹ، نجی شعبے کے ادارے اور سیاسی استحکام نئے صنعتی ممالک کی ترقی اور بڑھوتری کی بنیادیں ہیں۔ نئے صنعتی ممالک کے بجٹ کا 15 سے 20 فیصد حصہ تعلیم کی مد میں خرچ کیا جاتا ہے جو قومی تعمیر و ترقی کے لئے ناگزیر ہے۔ ابتدائی برسوں میں ان ممالک میں مقامی صنعتوں کے ساتھ ساتھ تحفظ دینے کی پالیسی نے بہت فائدہ پہنچایا ہے جس کے نتائج آج خود گواہی دیتے ہیں۔ نئے صنعتی ممالک میں مقامی صنعتیں اب بین الاقوامی منڈیوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کرنے کے ساتھ مزید روزگار کی فراہمی اور فروغ میں مسابقت کر رہی ہیں۔ جبکہ دوسری سمت جنوبی ایشیا میں ہم، مذہب، نسلی تنگ نظری، فرقہ پرستی، کوٹہ سسٹم اور دیگر غیر اہم مسائل کے ساتھ الجھتے ہوئے پستی میں گرتے چلے جارہے ہیں۔ نوکرشاہی کے جبر، فوجی آمریت اور سرکاری محکموں کے ناجائز استعمال نے عوام کو ترقیات میں حصہ دار

بنانے کے بجائے الگ تھلگ کردیا ہے۔ جنوبی ایشیا کے پاس عموماً اور پاکستان کے پاس خصوصاً نئے صنعتی ممالک کے تجربات کی تقلید کرنے کا موقع موجود تھا، لیکن مستحکم حکومتوں کی نااہلیت اور لالچ کے نتیجہ میں یہ موقع ہم نے کھودیا۔

اب وقت آ گیا ہے کہ جنوبی ایشیا دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں غور و فکر کرے۔ اختلافات کے مقابلے میں تعاون سے کہیں زیادہ فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان دفاع کی مد میں 18 ارب ڈالر سالانہ خرچ کررہے ہیں جس کی وجہ سے برسوں سے ترقیاتی سرگرمیاں بہت بری طرح متاثر ہورہی ہیں اور بڑی حد تک موجودہ حالات کی ذمہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ حالات کے تحت جنوبی ایشیا میں علاقائی تعاون اور ترقی پاک بھارت تعلقات کے ہاتھوں یرغمال بنی ہوئی ہے اور اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں غیر ضروری فوجی اخراجات یا ترقی کے درمیان انتخابات کرنا ہے۔ اور حتمی طور پر بڑی علاقائی طاقت ہونے کے ناطے ہندوستان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ چھوٹے ہمسایہ ممالک کے خوف اور خدشات کو دور کرے۔ ریاستوں کے درمیان اور ریاستوں کے اندرونی تضادات محرومی کی قیمت پر صرف موجودہ حالات کو استحکام دیتے ہیں۔ کروڑوں غریب عوام کے لئے اب اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہے کہ باہمی تعاون کے ذریعہ ترقی کی راہ کا انتخاب کیا جائے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اندرونی اور بیرونی جھگڑوں میں معاشرہ کے طاقتور طبقے غریب عوام کو ہمیشہ ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان حالات میں محروم طبقات کی کوئی آواز نہیں ہوتی۔ محروم طبقات کے ووٹ اور آواز کو مختلف طریقوں سے ساز باز کرکے اپنے حق میں استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی اہمیت کم کردی جاتی ہے۔ جنگوں کی صورت میں غریب عوام نہ فاتح ہوتے ہیں اور نہ مفتوح کیونکہ یہ انہیں بڑی بدحالی اور غربت کی سمت لے جاتی ہیں،

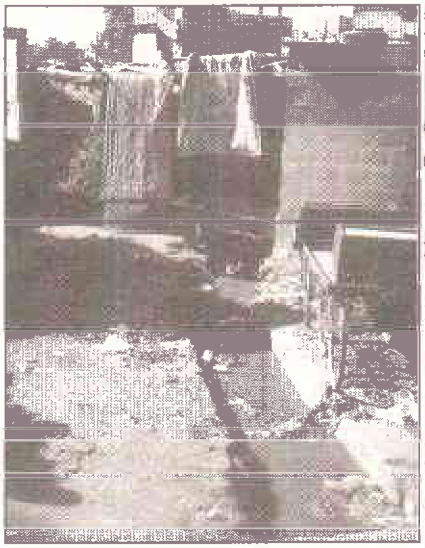

کراچی کی کچی آبادیاں شہر کے لئے باعث شرم ہیں

ترقیاتی عمل کے موثر اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں معاشرہ کے تمام طبقات حصہ دار ہوں۔ حتیٰ کہ غیر سرکاری تنظیمیں بھی سرکاری اداروں کی جگہ نہیں لے سکتیں یہ ریاست اور عوام کے درمیان صرف ایک پل کا کردار ادا کرتی ہیں۔ شریک انجمنیں بھی معاون اور ترقیات کے نمونوں کی حیثیت سے کردار ادا کرسکتی ہیں۔

ایسی شریک انجمنوں کو جنوبی ایشیا میں بڑھتے ہوئے معاشرتی انتشار کو روکنے کے مواقع حاصل ہیں۔ جبکہ یہ بے حد دشوار ہے کہ ریاستی اداروں میں بگاڑ کو روکا جائے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ طبقات کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے منظم اور لیس کیا جائے۔ مزید برآں طبقات کو منظم کرتے ہوئے یہ ممکن ہے کہ طاقتور پریشر گروپ بنائے جائیں جو ریاست کو مجبور کریں کہ وہ طبقات کے مطالبات کو تسلیم کرے۔

مندرجہ بالا واضح کئے گئے مسائل کا ادراک کرتے ہوئے علاقائی ممالک کو ایک علاقائی ترقیاتی بینک کے قیام کی ضرورت کا جائزہ لینا چاہئے۔ جن کا مقصد وسیع ترقیات سے متعلق مسائل کی نشاندہی، حکمت عملیاں وضع کرنا اور قومی سرحدوں سے ماورا پروجیکٹوں پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔ یہ بینک مکمل طور پر خالصتاً ٹیکنوکریٹس پر مشتمل ہونا چاہئے جو ہر قسم کی سیاسی وابستگی یا مذہبی تعصب سے مبرا ہونے چاہئیں۔ اس بینک کی سفارشات تمام ممالک کے لئے ابتدائی ہونی چاہئے تاکہ ترقیات اور تعاون کا عمل سیاستدانوں، مذہبی متعصب افراد اور فوجی طالع آزماؤں کے نظریات اور اختلافات کا یرغمال نہ بن سکے۔ سیاسی اختلافات اور ترقیات کے درمیان فرق کو لازماً واضح کیا جائے۔ یہ لازماً تسلیم کیا جائے کہ تصادم اگر کچھ کرسکتا ہے تو وہ ترقیات کی راہ میں رکاوٹ ہے اور تعاون سے کھنچاؤ میں کمی آئے گی اگرچہ ضروری نہیں کہ اس سے سیاسی مسائل حل ہوجائیں۔

مجوزہ جنوب مغربی ایشیائی ترقیاتی بینک کے پاس اقوام متحدہ کی طرز پر علاقائی رکن ممالک کی جانب سے دستیاب فنڈ سے لازمی اثاثے ہوں گے۔ جس میں ہر ملک کی جانب سے ایک مخصوص رقم بطور چندہ دی جائے گی۔ غیر ملکی امداد دینے والے ادارے اور ممالک کو اپنے فنڈز آہستہ آہستہ متعلقہ ممالک یا ریاستوں کو براہ راست دینے کے بجائے اس بینک کو بطور امداد دینے چاہئیں کیونکہ اس طرح ریاستیں بیرونی امداد کا استعمال کرتے ہوئے ان فنڈز کو فوجی آمریت کے استحکام، مقامی قومیتوں، مذہبی اقلیتوں اور عورتوں کا استحصال کرنے کے لئے خرچ کرتی ہیں۔ اس لئے بیرونی امداد دینے والوں کو مطالبہ کرنا چاہئے کہ علاقائی ممالک بیرونی عطیات کو مقامی وسائل کی حرکت پذیری کے ذریعہ مربوط رکھیں۔ اس کے نتیجے میں علاقائی ممالک بیرونی امداد کے لئے انفرادی طور پر اثاثے حاصل کرنے کی خواہش کرنے کے بجائے بینک کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعاون کرنے پر مجبور ہوں گے۔ بینک وسیع منصوبوں پر عملدرآمد کرنے میں مدد دے

جنوبی ایشیا کے تمام ممالک کے مقابلہ میں پاکستان میں انسانی ذرائع کو ترقی دینے کے معاملے کو ہمیشہ کم ترجیح دی گئی ہے ایک ایسے معاشر ہ میں جہاں تعلیم اور صحت کے شعبے پر کم سے کم خرچ کیا جاتا ہو وہاں حقیقی ترقی کی امید بمشکل ہی کی جاسکتی ہے